خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار 28 ستمبر 2020ء | 11 صفر 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:229

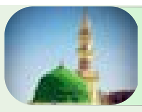

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں۔ اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے میں اُس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

(صحیح مسلم-کتاب التوبۃ-باب فی الحض علی التوبۃ-والفرح بھا)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

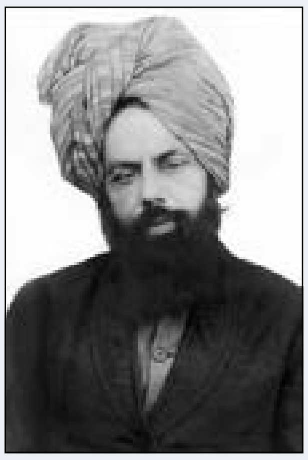

استغفار توبہ پر مقدم

’’استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدّم ہے۔ کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے دے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جاوے گی جس کا نام تُوْبُوْا اِلَیْہِ ہے۔......... توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے۔ اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے۔ پھر اگر اس طرح پر استغفار کرو گے اور پھر توبہ کرو گے تو نتیجہ یہ ہو گا یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔ سنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کرو گے تو اپنے مراتب پا لو گے۔ ہر ایک جِس کے لئے ایک دائرہ ہے جس میں وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی نبی، رسول، صدیق، شہید نہیں ہو سکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 68-69۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’وعید میں دراصل کوئی وعدہ نہیں ہوتا۔ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدّوسیت کی وجہ سے تقاضا فرماتا ہے کہ شخصِ مجرم کو سزا دے ... پھر جب شخصِ مجرم توبہ اور استغفار اور تضرع اور زاری سے اس تقاضا کا حق پورا کر دیتا ہے تو رحمتِ الٰہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے اور اس غضب کو اپنے اندر مجوب و مستور کر دیتا ہے۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف: 157)۔ یعنی رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔‘‘

(تحفہ غزنویہ، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 537)

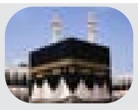

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ اکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْکَ ؕ قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ الَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ

(الاعراف: 157)

اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حسنہ لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ یقیناً ہم تیری طرف توبہ کرتے ہوئے آ گئے ہیں۔ اس نے کہا میرا عذاب وہ ہے کہ جس پر میں چاہوں اس پر میں وارد کر دیتا ہوں اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس میں اس رحمت کو ان لوگوں کے لئے واجب کر دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر عجیب احسان ہیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ رحمت کا مطلب ہے نرم ہونا، مہربان ہونا، رحم کا ابھرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا بندوں سے نرمی اور صَرفِ نظر کا سلوک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر مہربانی کا سلوک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رحم کا جذبہ اور یہ سلوک اتنا بڑھا ہوا ہے کہ جو ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس کی رحمت میں رحمانیت اور رحیمیت شامل ہیں۔ یہ اس کی رحمانیت ہے کہ بن مانگے بھی بیشمار چیزیں دنیا میں انسان کے لئے پیدا کی ہیں۔ اور رحیمیت کا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والوں اس کے احکام پر عمل کرنے والوں اس کے آگے جھک کر مانگنے والوں پر اظہار کرتا ہے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندوں کو عذاب دینا میری غرض نہیں ہے۔ بعضوں کو بڑی غلط فہمی ہوتی ہے کہ انسان کو اگر عذاب دینا ہے، سزا دینی ہے تو پیدا کیوں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری غرض یہ نہیں ہے۔ ہاں وہ لوگ میرے عذاب اور سزا کے مورد بنتے ہیں جو اپنے غلط عملوں کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا یہ عذاب بھی عارضی چیز ہے اور اصلاح اور احساس کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ دوزخ والے بھی میری وسیع رحمت سے حصہ لیں گے اور ان کا عذاب بھی ختم ہو جائے گا۔ دوزخ کی سزا بھی ان کے غلط عملوں کی وجہ سے ملے گی اور پھر وہ ایک اصلاح کا ذریعہ بن جائے گی۔ تو اگر دیکھا جائے تو یہ سزا

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- بدظنی سے بچو (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

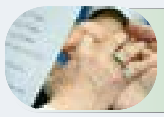

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

میں اکثر جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں اور حقیقی شکر گزاری اسی صورت میں ادا ہوسکتی ہے جب ہمارے دل میں تقویٰ ہو، جب ہم اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھتے ہوئے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس دورے کے دوران جو میں نے یورپ کے مختلف ممالک کا کیا ہے میں نے گزشتہ دو تین خطبات میں خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی تھی۔ یہ باتیں دوہرانے کی مجھے اس وجہ سے بھی توجہ پیدا ہوئی کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں MTA کی سہولت سے نوازا ہوا ہے جس میں میرے خطبات باقاعدہ آتے ہیں اور دوسرے ایسے پروگرام بھی جاری رہتے ہیں جو ہماری روحانی ترقی کے لئے ضروری ہیں پھر بھی سو فیصد افرادِ جماعت اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور ایک خاصی تعداد مردوں، عورتوں اور نوجوانوں میں ایسے افراد کی ہے جو باقاعدگی سے خطبہ بھی نہیں سنتے۔ یا سن لیں تو یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید جس جگہ خطبہ دیا جارہا ہے وہاں کے لوگوں کے لئے ہے۔ حالانکہ ہر خطبہ کا مخاطب ہر احمدی ہوتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو۔ خاص طور پر جو پرانے احمدی ہیں ان میں یہ بڑی غلط رَو پیدا ہوگئی ہے۔ نئے ہونے والے احمدیوں میں عربوں میں سے بھی لکھتے ہیں، یا جو نو مبائعین ہیں ملاقاتوں میں بتاتے ہیں کہ بعض خطبات میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہمارے حالات کے متعلق آپ کہہ رہے ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے رشین میں بھی باقاعدہ خطبہ کا ترجمہ MTA سے نشر کیا جاتا ہے اور روس کے مختلف ممالک سے احمدیوں کے، جو وہاں کے مقامی احمدی ہیں، خطوط بڑی کثرت سے آنے لگ گئے ہیں کہ خطبات نے ہم پر مثبت اثر کرنا شروع کر دیا ہے اور بعض اوقات تربیتی خطبات پر یوں لگتا ہے کہ جیسے خاص طور پر ہمارے حالات دیکھ کر ہمارے لئے دیئے جا رہے ہیں۔ بلکہ شادی بیاہ کی رسوم پر جب میں نے خطبہ دیا تھا تو اس وقت بھی خط آئے کہ ان رسوم نے ہمیں بھی جکڑا ہوا ہے اور خطبہ نے ہمارے لئے بہت سا تربیتی سامان مہیا فرمایا ہے۔ تو جو احمدی اس جستجو میں ہوتے ہیں کہ ہم نے خلیفہ وقت کی آواز کو سننا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے، اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہے وہ نہ صرف شوق سے خطبات سنتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ہی ان کا مخاطب سمجھتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے کہا ایک تعداد ایسی بھی ہے جو یا تو خطبات کو سنتی نہیں یا اپنے آپ کو اس کا مخاطب نہیں سمجھتی یا رسمی طور پر سن لیتی ہے۔ اس لئے میں بعض معاملات کی طرف ہر ملک میں بار بار اپنے خطبات میں توجہ دلاتا ہوں کیونکہ دورے کی وجہ سے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد جمعہ پر حاضر ہو جاتی ہے۔ ہر احمدی کے اندر ایک نیکی کا بیج تو ہے۔ خلافت سے ایک تعلق تو ہے جس کی وجہ سے باوجود عمومی کمزوریوں کے جب سنتے ہیں کہ خلیفہ وقت کا دورہ ہے اور خطبہ ہے، جلسہ ہے تو ایک خاص شوق اور جذبے سے اس پروگرام میں شامل ہوتے ہیں چاہے خطبہ ہو یا کوئی اور پروگرام ہو۔

پس آج اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں سوئٹزرلینڈ کے احمدیوں کو بھی بعض امور کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور سب سے پہلی بات تو یہی ہے جو شروع میں مَیں نے کہی کہ عبدِ شکور بنیں، شکر گزار بندے بنیں۔ خاص طور پر یورپ کے ممالک میں آنے والے احمدی اور آپ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے سوئٹزرلینڈ میں آ کر رہنے اور مالی سکون و کشائش عطا فرمائے، ان کو بہت زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے شکر گزاری کے مضمون کو قرآنِ کریم میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم: 8) اور جب تمہارے رب نے یہ اعلان کیا کہ لوگو! اگر تم شکر گزار بنے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں کی شکر گزاری کی طرف توجہ دلائی ہے یا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اظہار کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی شکر گزاری اور اس کا اظہار کیا ہے؟ اس کی شکر گزاری کا اظہار اس کی کامل فرمانبرداری ہے۔ اس کے حکموں کی پابندی ہے۔ جن باتوں کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے انہیں پوری توجہ سے سرانجام دینا ہے اور جن باتوں سے اس نے روکا ہے ان سے کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھاتے ہوئے رُک جانا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہے تو ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ اپنی زندگی عبدِ شکور بن کر گزارے اور عبدِ شکور بننے کے لئے اپنے دل و دماغ میں اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل جلد 17 شمارہ 20 مورخہ 14 مئی تا 20 مئی 2010 صفحہ 5 تا 8)

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2010ء)

بدظنی سے بچو

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت
گمانِ بد شیاطیں کا ہے پیشہ
نہ اہلِ عفت و دیں کا ہے پیشہ
تمہارے دل میں شیطاں دے ہے بچے
اسی سے ہیں تمہارے کام کچے
وہی کرتا ہے ظنّ بد بلا رَیب
کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب
وہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنوایا
نظر بازی کو اِک پیشہ بنایا
مگر عاشق کو ہر گز بد نہ کہیو!
وہاں بدظنیوں سے بچ کے رہیو
اگر عشاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تریاق دامَن
مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گُل بے خار کم ہیں بوستاں میں
تمیں یہ بھی سناؤں اس بیاں میں
کہ عاشق کس کو کہتے ہیں جہاں میں
وہ عاشق ہے کہ جس کو حسبِ تقدیر
مَحبت کی کماں سے آ لگا تیر
نہ شہوَت ہے نہ ہے کچھ نفس کا جوش
ہوا اُلفت کے پیمانوں سے مدہوش
لگی سینہ میں اُس کے آگ غم کی
نہیں اس کو خبر کچھ پیچ و خم کی

(درثمین اردو صفحہ نمبر 192 منقول از مسودات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25 ستمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلال شہداء اور موٴذنوں کا سردار، کیا ہی اچھا انسان ہے۔
قیامت کے دن سب سے لمبی گردن والے حضرت بلالؓ ہوں گے۔ بلال کو جنّت میں ایک اونٹنی دی جائے گی اور وہ اس پر سوار ہوں گے

پانچ مرحومین مولانا طالب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ ٹرینی ڈاڈ ٹوباگو، مکرم انجینئر افتخار علی قریشی صاحب سابق وکیل المال ثالث، نائب صدر مجلس تحریکِ جدید، محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ حکیم خورشید احمد صاحب سابق صدر عمومی ربوہ، مکرم محمد طاہر احمد صاحب نائب ناظر بیت المال قادیان اور عزیزم عقیل احمد ابن مرزا خلیل احمد بیگ صاحب استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 52/ ستمبر 0202ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم رانا عطاء الرحیم صاحب کے حصے میں آئی۔تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت بلالؓ کا ذکر چل رہا تھا ایک مرتبہ رسولِ خدا ﷺ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم جنّت میں مجھ سے آگے رہتے ہو۔کل شام جب مَیں جنّت میں داخل ہوا تو مَیں نے اپنے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ مَیں جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت نفل نماز پڑھتا ہوں۔ جب بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو مَیں وضو کرلیتا ہوں۔ اپنے نزدیک تو مَیں نے اس سے زیادہ امید والا عمل اور کوئی نہیں کیا کہ رات اور دن میں جب بھی مَیں نے وضو کیا تو مَیں نے اُس وضو کے ساتھ نماز ضرور پڑھی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ پاکیزگی اور مخفی عبادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو یہ مقام دیا کہ جنّت میں بھی آپؓ رسولِ خدا ﷺ کے بالکل اسی طرح ساتھ ساتھ ہیں جیسے عید کے روز نیزہ پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے آگے چلتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے جنّت میں کسی کے قدموں کی چاپ سنی تو جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ قدموں کی چاپ کیسی ہے جبرئیل نے کہا یہ بلال ہیں۔حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے کاش! مَیں بلال کی ماں کے بطن سے پیدا ہوتا۔ اے کاش! بلال کا باپ میرا باپ ہوتا۔ کیا اعلیٰ مقام ہے اُس بلال کا جسے ایک وقت میں حقیر سمجھ کر پتھروں پر گھسیٹا گیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جب شام فتح ہوا تو ایک دفعہ عمرؓ کے اصرار پر بلالؓ نے اذان کہی تو حضرت عمرؓ سمیت تمام اصحاب اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔

ایک موقعے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مستورات سے خطاب فرماتے ہوئے سورۃ الکہف کی آیت 46 کے ذیل میں الباقیات الصالحات کے متعلق حضرت بلالؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ چند دن پیشتر ایک عرب آیا جس نے کہا کہ مَیں بلال کی اولاد میں سے ہوں۔ معلوم نہیں اس نے سچ کہا تھا کہ جھوٹ، مگر میرا دل اس وقت چاہتا تھا کہ مَیں اس سے لپٹ جاؤں کہ یہ اس شخص کی اولاد میں سے ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اذان دی تھی۔ آج بلالؓ کی اولاد اور جائیدادیں کہاں ہیں؟ مگر وہ اذان جو اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں دی تھی وہ اب تک باقی ہے، اور باقی رہے گی۔ یہ وہ نیکیاں ہیں جو باقی رہنے والی ہیں۔

بلالؓ سے چوالیس احادیث مروی ہیں۔ صحیحین میں چار روایات آئی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنّت تین لوگوں علی، عمار اور بلال سے ملنے کی بہت مشتاق ہے۔ ایک مرتبہ عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے فضائل بیان کرتے ہوئے بلالؓ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ بلال جو ہمارے سردار ہیں یہ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں کیونکہ آپؓ نے ہی بلالؓ کو آزاد کرایا تھا۔

حضرت سلمانؓ، صہیبؓ اور بلالؓ ایک مجمع میں تھے کہ ابوسفیان آئے۔ اس پر ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر نہ پڑیں۔ ابوبکرؓ نے یہ بات سنی تو انہیں ٹوکا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ بات آنحضرت ﷺ کو بتائی تو آپؐ نے فرمایا کہ شاید تم نے انہیں ناراض کردیا ہے۔ اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو یقیناً تم نے اپنے ربّ کو ناراض کیا۔حضرت ابوبکرؓ فوری واپس گئے اور اُن غریب صحابہ سے معافی مانگی۔

حضرت علیؓ سے مروی روایت کے مطابق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو اپنے 14 نقباء میں شمار فرمایا۔ اسی طرح ایک موقعے پر آپؐ نے فرمایا کہ بلال شہداء اور موٴذنوں کا سردار، کیا ہی اچھا انسان ہے۔ قیامت کے دن سب سے لمبی گردن والے حضرت بلالؓ ہوں گے۔فرمایا بلال کو جنّت میں ایک اونٹنی دی جائے گی اور وہ اس پر سوار ہوں گے۔ رسولِ خدا ﷺ نے بلالؓ کی اہلیہ سے فرمایا کہ بلال مجھ سے منسوب جو بات تم تک پہنچائیں وہ یقیناً سچی ہوگی۔تم بلال پر کبھی ناراض نہ ہونا ورنہ تمہارا اس وقت تک کوئی عمل قبول نہ ہوگا جب تک تم نے بلال کو ناراض رکھا۔

رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ سے فرمایا کہ بلال! غریبی میں مرنا اور امیری میں نہ مرنا ورنہ آگ ٹھکانہ ہوگی۔یعنی کسی سائل کو دھتکارنا نہیں اور یہ نہیں کہ صرف جوڑتے رہو اور خرچ نہ کرو۔ بلالؓ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھا کرتے اے اللہ! تُو میری خطاؤں کو معاف فرما اور میری کوتاہیوں کے متعلق مجھے معذور سمجھ۔

حضرت بلالؓ کی وفات بیس ہجری میں دمشق یا حلب میں ہوئی۔ بوقتِ وفات آپؓ کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت بلالؓ کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ مکّے میں پیدا ہوئے پھر عرب قوم میں پیدا ہوئے اور عربوں میں بھی قریش کے قبیلے میں پیدا ہوئے جو دوسری عرب قوموں کو بھی ذلیل سمجھتا تھا۔ رسول کریم ﷺ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جن کے نزدیک کوئی غیر قوم مقہور و ذلیل ہوتی ہے۔آپؐ کو یونانیوں اور حبشیوں سے بھی ویسا ہی پیار تھا جیسا عربوں سے تھا۔ غیر قوموں سے آپؐ کی جنگیں ہوئیں جس کے نتیجے میں اُن اقوام کی حکومتیں ختم ہوگئیں اس کے باوجود اُن میں آنحضرت ﷺ کے لیے ایک محبت پیدا ہوگئی۔حضرت مسیحؑ کے پیروکاروں میں ایسی محبت کی کوئی مثال نہیں ملتی جیسی محبت کے نمونے رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے والے غلاموں نے دکھائے، وہ آپؐ پر ایمان لائے تو پھر وہیں کے ہوکر رہ گئے۔ ہم جائزہ لیتے ہیں کہ بلال جو حبشی غلام تھے کیا انہوں نے آنحضرت ﷺ کی محبت کو رواداری یا دل رکھنے کا ایک عمل سمجھا یا اسے حقیقی محبت جانا۔حضرت مصلح موعودؓ نے دَورِ خلافت حضرت عمرؓ میں بلالؓ کے اذان دینے کے واقعے کو بیان کرکے فرمایا۔ بلال جو حبشی تھے، جن سے عربوں نے خدمتیں لیں۔جنہیں عربوں سے کوئی خونی رشتہ نہیں تھا۔ ان کے دل پر اس واقعے کا کیا اثر ہوا کہتے ہیں انہوں نے اذان ختم کی تو بے ہوش ہوگئے اور چند منٹ بعد فوت ہوگئے۔ یہ گواہی تھی رسولِ کریم ﷺ کے دعوے پر کہ میرے نزدیک عرب اور غیر عرب میں کوئی فرق نہیں۔ یہ محبت اور عشق جو غیر قوموں نے آپؐ کے ذریعے دکھایا یہ سب سے بڑی عملی گواہی ہے کہ آپؐ نے انہیں یقین کروا دیا تھا کہ اُن کی اپنی قوم بھی ویسی محبت ان سے نہیں کرسکتی جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اُن سے کی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ تھے ہمارے سیّدنا بلالؓ جنہوں نے اپنے آقا و مطاع سے عشق و وفا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دل میں بٹھانے اور پھر اس کے عملی اظہار کے وہ نمونے قائم کیے جو ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہیں۔ آج ہماری نجات اسی میں ہے کہ توحید کے قیام اور عشقِ رسولِ عربی ﷺ کے ان نمونوں پر قائم ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔حضرت بلالؓ کا ذکر آج یہاں ختم ہوتا ہے۔

خطبے کے دوسرے حصّے میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پانچ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

پہلا ذکر مکرم مولانا طالب یعقوب صاحب ابن محترم طیب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ ٹرینی ڈاڈ ٹوباگو کا تھا۔مرحوم 8/ ستمبر کو تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1979ء میں زندگی وقف کی اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں دخلہ لیا جہاں سے 1989ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔مرحوم کو دنیا کے مختلف ملکوں میں نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق ملی۔آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹا، دو بیٹیاں، دو بھائی اور تین بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔

دوسرا جنازہ مکرم انجینئر افتخار علی قریشی صاحب سابق وکیل المال ثالث، نائب صدر مجلس تحریکِ جدید کا تھا۔ آپ 3/ جون کو 99 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔سرکاری ملازمت سے سبکدوشی کے بعد 1983ء میں مرحوم نے وقف کیا اور متعدد خدمات کی توفیق پائی۔

تیسرا ذکرِ خیر محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ حکیم خورشید احمد صاحب سابق صدر عمومی ربوہ کا تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں اور 81 برس کی عمر میں وفات پاگئیں۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ) پسماندگان میں ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔

چوتھا جنازہ مکرم محمد طاہر احمد صاحب نائب ناظر بیت المال قادیان کا تھا جو 28/ مئی کو بعارضہ جگر کینسر ستاون سال کی عمر میں نور ہسپتال قادیان میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔مرحوم نے 1989ء سے تادم آخر اکتیس سال تک مختلف اداروں میں خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم کے پسماندگان میں ضعیف والدین کے علاوہ اہلیہ اور دو بیٹے شامل ہیں۔

اگلا جنازہ عزیزم عقیل احمد ابن مرزا خلیل احمد بیگ صاحب استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کا تھا۔عزیزم پاکستان گئے ہوئے تھے جہاں مختصر علالت کے بعد 13 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور والدین اور بہنوں کو صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ آج کل چونکہ یہاں جنازے حاضر نہیں آتے اس لیے بہت سارے لوگ جنازہ پڑھانے کی درخواست کرتے ہیں۔ وقت کی کمی کی وجہ سے تمام جنازوں کا ذکر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے نام بولے بغیر ہی بتادوں کہ مَیں جو بھی جنازے یہاں پڑھاتا ہوں اس میں وہ سب شامل ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور سب کے لواحقین کو بھی صبر عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

☆...☆...☆ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04 ستمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ طلحہ اور زبیر جنّت میں میرے ہمسائے ہوں گے

حضرت زبیرؓ دین کے ستونوں میں سے ایک ستون ہیں (حضرت عمرؓ)

کاتبِ وحی، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حواری اور عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

تین مرحومین مکرم الحاج ابراہیم مبائع صاحب (نائب امیر سوم گیمبیا)، مکرم نعیم احمد خان صاحب (نائب امیر کراچی) اور مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ ٹھیکیدار ولی محمد صاحب مرحوم آف جرمنی کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ (آل عمران: 173) کہ جن لوگوں نے اللہ اور رسول کا حکم اپنے زخمی ہونے کے بعد بھی قبول کیا ان میں سے ان کے لیے جنہوں نے اچھی طرح اپنا فرض ادا کیا ہے اور تقویٰ اختیار کیا ہے بڑا اجر ہے۔

صحابہ کا ذکر چل رہا تھا اور حضرت زبیرؓ کا ذکر کچھ باقی تھا جو مَیں نے بیان کرنا تھا آج وہی بیان کروں گا۔ اس آیت کے بارے میں جو مَیں نے ابھی پڑھی ہے بیان فرماتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ سے کہا کہ اے میرے بھانجے! تمہارے آباء زبیرؓ اور ابوبکرؓ اسی آیت میں مذکور صحابہ میں سے تھے۔ جب جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور مشرکین پلٹ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ وہ کہیں پھر لَوٹ کر حملہ نہ کریں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا پیچھا کرنے کون کون جائے گا۔ اسی وقت ان میں سے ستر صحابہ تیار ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ اور زبیرؓ بھی ان میں شامل تھے۔ یہ صحیح بخاری کی روایت ہے اور یہ دونوں حضرت ابوبکرؓ بھی اور حضرت زبیرؓ بھی زخمیوں میں سے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا للہ والرسول ... الخ حدیث ۴۰۷۷)

صحیح مسلم میں یہ روایت اس طرح بیان ہوئی ہے کہ ہشام نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے مجھ سے کہا کہ تمہارے آباء ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے اپنے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی آواز پر لبیک کہا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل طلحۃ والزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث ۲۴۱۸)

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کانوں سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی محمد طلحہ ... حدیث ۳۷۴۰)

حضرت سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ کا مقام ایسا تھا کہ میدانِ جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے لڑتے تھے اور نماز میں آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۸ سعید بن زید دارالکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبدالرحمٰن بن اَخْنَسؓ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں تھے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کا ذکر کیا، ان کی شان میں کچھ بے ادبی کی تو حضرت سعید بن زیدؓ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک مَیں نے آپؐ سے سنا اور آپؐ فرماتے تھے کہ دس آدمی جنت میں جائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہوں گے۔ ابوبکرؓ جنت میں ہوں گے۔ حضرت عمرؓ جنت میں ہوں گے۔ حضرت عثمانؓ جنت میں ہوں گے۔ حضرت علیؓ جنت میں ہوں گے۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت سعد بن مالکؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنت میں ہوں گے۔ اور اگر مَیں چاہوں تو دسویں کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ دسواں کون ہے؟ حضرت سعید بن زیدؓ کچھ دیر خاموش رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے پھر پوچھا کہ دسواں کون ہے؟ فرمایا کہ سعید بن زیدؓ یعنی مَیں خود۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الخلفاء حدیث ۴۶۴۹)

یہ روایت حضرت طلحہؓ کے ضمن میں بھی میرا خیال ہے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کاتبینِ وحی کے نام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوتی تھی وہ اسی وقت لکھوا دی جاتی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کاتبوں کو قرآن کریم لکھواتے تھے ان میں سے مندرجہ ذیل پندرہ نام تاریخ سے ثابت ہیں۔

زید بن ثابتؓ، ابی بن کعبؓ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ، زبیر بن العوامؓ، خالد بن سعید بن العاصؓ، اَبان بن سعید العاصؓ، حَنْظَلَہ بن الربیع الاسدیؓ، مُعَیْقِیْب بن ابی فاطمہؓ، عبداللہ بن اَرْقَم الزُّہْریؓ، شرحبیل بن حسنہؓ، عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوتا تو آپؐ ان لوگوں میں سے کسی کو بلا کر وحی لکھوا دیتے تھے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 425-426)

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوامؓ کو ایک غزوے کے موقعے پر خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیض پہننے کی اجازت دی تھی۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب الحریر فی الحرب حدیث ۲۹۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینے میں مکانوں کی حد بندی کی تو حضرت زبیرؓ کے لیے زمین کا بڑا ٹکڑا مقرر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو کھجور کا ایک باغ بھی دیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۷۶ زبیر بن العوام دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زبیر بن عوامؓ کو زمین ہبہ کرنے کے متعلق بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو سرکاری زمینوں میں سے ایک اتنا بڑا ٹکڑا عطا فرمایا جس میں کہ حضرت زبیرؓ کا گھوڑا آخری سانس تک دوڑ سکے یعنی جس حد تک وہ دوڑ سکتا تھا دوڑ جائے۔ حضرت زبیرؓ کا گھوڑا جس جگہ پر جا کر کھڑا ہوا وہاں سے انہوں نے اپنا کوڑا بڑے زور سے اوپر پھینکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ نہ صرف اس حد تک زمین ان کو دی جائے جہاں ان کا گھوڑا جا کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ جہاں ان کا کوڑا گرا تھا اس حد تک ان کو زمین دی جائے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کا گھوڑا بھی میلوں دوڑ سکتا ہے اور عرب کا گھوڑا تو بہت زیادہ تیز ہوتا ہے۔ اگر چار پانچ میل بھی گھوڑے کی دوڑ رکھی جائے تو بیس ہزار ایکڑ کے

قریب زمین بنتی ہے جو ان کو دی گئی تھی۔

امام ابو یوسف کتاب الخَرَاج میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو ایک زمین کا ٹکڑا بخشا جس میں کھجور کے درخت بھی لگے ہوئے تھے اور یہ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے بھی امام ابو یوسف کے بیان کا حوالہ دیا۔ کہتے ہیں کہ جو زمین کا ٹکڑا بخشا تھا اس میں کھجور کے درخت بھی لگے ہوئے تھے اور وہ کسی وقت یہودی قبیلہ بنونضیر کی ملکیت میں سے تھا اور ان کو جُرُفْ کہتے تھے، یہ جُرُفْ جو ہے یہ مدینے سے شام کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے۔ یعنی وہ جُرُفْ ایک مستقل گاؤں تھا۔ جب ہم پہلی حدیثوں سے اس حدیث کو ملائیں یعنی جہاں گھوڑے کے دوڑنے کا ذکر ہے اور تقریباً پندرہ بیس ہزار ایکڑ بنتی ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو اس وقت اوپر والی زمین بخشی جبکہ وہ پہلے سے ایک گاؤں کے مالک تھے جس میں کھجور کے باغ بھی تھے۔

(ماخوذ از اسلام اور ملکیت زمین، انوار العلوم جلد 21 صفحہ 429) (معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ دارالکتب العلمیة بیروت)

عُروہ بن زُبیر سے مروی ہے کہ مَرْوَان بن حَکَم نے بتایا کہ جس سال نکسیر کی بیماری پھیلی حضرت عثمان بن عفانؓ کو بھی سخت نکسیر ہوئی یہاں تک کہ اس نے ان کو حج سے روک دیا اور انہوں نے وصیت کر دی تو اس وقت قریش میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ یعنی بہت خراب حالت ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں؟ وہ خاموش رہا۔ اتنے میں پھر ایک اَور شخص ان کے پاس آیا۔ راوی کہتے ہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ حارث تھا۔ کہنے لگا خلیفہ مقرر کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کیا لوگوں نے یہ کہا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا یعنی کہ آپؓ کے بعد کون خلیفہ ہو؟ حضرت عثمانؓ نے پوچھا وہ کون ہے جو خلیفہ ہو گا۔ وہ خاموش رہا۔ حضرت عثمانؓ نے اس سے کہا شاید وہ زبیر کو منتخب کرنے کا کہتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جہاں تک مجھے علم ہے وہ یعنی حضرت زبیرؓ ان لوگوں میں سے یقیناً بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سب سے زیادہ پیارے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب الزبیر بن العوام حدیث ۳۷۱۷)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ان کا ایک انصاری صحابی سے جو غزوۂ بدر کے شرکاء میں سے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پانی کی نالی میں اختلاف رائے ہو گیا جس سے وہ دونوں اپنے کھیت کو سیراب کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بات کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ زبیر تم اپنے کھیت کو سیراب کر کے اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دو۔ انصاری کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ کہنے لگا یا رسول اللہؐ! یہ آپؐ کے پھوپھی زاد ہیں ناں۔ اس لیے آپؐ یہ فیصلہ فرما رہے ہیں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اب تم اپنے کھیت کو سیراب کرو اور جب تک پانی منڈیر تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک پانی کو روکے رکھو۔ گویا اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو ان کا پورا حق دلوا دیا جبکہ اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو ایسا مشورہ دیا تھا جس میں ان کے لیے اور انصاری کے لیے گنجائش اور وسعت کا پہلو تھا لیکن جب انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر ناراضگی کا اظہار کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حکم کے ساتھ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا پورا حق دلوایا۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ بخدا مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ مندرجہ ذیل آیت اسی واقعہ سے متعلق نازل ہوئی ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:66) یعنی نہیں تیرے رب کی قسم! وہ کبھی ایمان نہیں لا سکتے جب تک وہ تجھے ان امور میں منصف نہ بنا لیں جن میں ان کے درمیان جھگڑا ہوا ہے۔ پھر تُو جو بھی فیصلہ کرے اس کے متعلق وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور کامل فرمانبرداری اختیار کریں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۴۵۳ مسند زبیر بن العوام حدیث ۱۴۱۹ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر:32) یعنی یقیناً تم قیامت کے دن اپنے رب کے حضور ایک دوسرے سے بحث کرو گے۔ تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! کیا ہماری دنیاوی لڑائیاں مراد ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (التکاثر:9) یعنی اس دن تم نازونعم کے متعلق ضرور پوچھے جاؤ گے۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہؐ! ہم سے کن نعمتوں کے بارے میں سوال ہو گا جبکہ ہمارے پاس تو صرف کھجور اور پانی ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! یہ نعمتوں کا زمانہ بھی عنقریب آنے والا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۴۴۹ مسند زبیر بن العوام حدیث ۱۴۰۵ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء) آج تو یہ تنگی ہے۔ ان شاء اللہ کشائش بھی آنے والی ہے۔

حَفْص بن خالد کہتے ہیں کہ مجھے اس بزرگ نے یہ حدیث بیان کی ہے جو کہ مُوصِلْ (یہ موصل جو ہے شام کا مشہور شہر ہے جو اپنی کثیر آبادی اور وسیع رقبے کے لحاظ سے اس وقت کے اسلامی ممالک میں بہت اہم تھا۔ تمام شہروں سے وہاں لوگ آیا کرتے تھے۔ یہ نَیْنَوَا کے قریب دجلہ کے کنارے بغداد سے 222 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس شہر کا تعارف تو یہ ہے جو فرہنگ میں لکھا گیا ہے لیکن بہرحال وہ کہتے ہیں موصل) مقام سے ہمارے پاس آتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت زبیر بن عوامؓ کے ساتھ کچھ سفر کیے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحرا میں ان کو غسل کی حاجت ہو گئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے لیے پردہ کرو۔ مَیں نے ان کے لیے کپڑے سے پردہ کیا۔ وہ غسل کرنے لگ گئے۔ اچانک میری نگاہ ان کے جسم پر پڑ گئی۔ مَیں نے دیکھا کہ ان کا سارا جسم تلواروں کے زخموں کے نشانات سے چھلنی تھا۔ مَیں نے ان سے کہا خدا کی قسم! مَیں نے آپؓ کے جسم پر زخموں کے ایسے نشانات دیکھے ہیں جو آج سے پہلے مَیں نے کبھی کسی کے جسم پر نہیں دیکھے۔ انہوں نے جواباً کہا کیا تم نے میرے جسم کے زخموں کے نشان دیکھ لیے ہیں؟ پھر فرمایا خدا کی قسم! یہ تمام زخم مجھے اللہ کی راہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ کرتے ہوئے آئے ہیں۔

(مستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد ۳ صفحہ ۴۰۶ کتاب معرفة الصحابہ حدیث ۵۵۵۰ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء)
(فرہنگ سیرت از سید فضل الرحمٰن صفحہ 288)

حضرت عثمانؓ، حضرت مِقدادؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت زبیرؓ کو وصیت کر رکھی تھی۔ چنانچہ وہ ان احباب کے مال کی حفاظت کرتے اور اپنے مال سے ان کے بچوں پر خرچ کرتے تھے۔ کشائش تھی تو ان کا مال بچوں پر خرچ نہیں کرتے تھے۔ اپنے پاس سے خرچ کرتے تھے تا کہ بعد میں یہ مال ان لوگوں کے کام آئے۔ حضرت زبیرؓ کو کوئی لالچ نہیں تھی۔

حضرت زبیرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے ایک ہزار غلام تھے جو انہیں خراج یعنی زمین کی پیداوار ادا کرتے تھے۔ وہ اس میں سے گھر کچھ بھی نہ لاتے اور سارا صدقہ کر دیتے۔

مُطِیع بن اَسْوَد بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت زبیرؓ دین کے ستونوں میں سے ایک ستون ہیں۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۴۶۰ زبیر بن العوام دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت زبیرؓ جنگِ جمل کے دن کھڑے ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا۔ مَیں ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ اے پیارے بیٹے! آج یا تو ظالم کو قتل کیا جائے گا یا مظلوم۔ ایسا نظر آتا ہے کہ آج مَیں بحالت مظلومی قتل کیا جاؤں گا۔ مجھے سب سے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے۔ کیا تمہاری رائے میں ہمارے قرض سے کچھ مال بچ جائے گا؟ پھر کہا کہ اے میرے بیٹے! مال بیچ کر قرض ادا کر دینا اور مَیں ثلث کی وصیت کرتا ہوں، تیسرے حصے کی وصیت کرتا ہوں اور قرض ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو اس میں سے ایک ثلث تمہارے بچوں کے لیے ہے۔ ان کے بچوں کو باقی کے علاوہ دیا۔ ہشام نے کہا عبداللہ بن زبیرؓ کے لڑکے عمر میں حضرت زبیرؓ کے لڑکوں خبیب اور عَبّاد کے برابر تھے۔ یعنی عبداللہ کے لڑکے حضرت زبیرؓ کے اپنے لڑکوں کے برابر تھے۔ بیٹے کے بچے جو تھے وہ بھی اس کے بھائیوں کے برابر تھے۔ اس زمانے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نو بیٹیاں تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ مجھے اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے کہ اے میرے بیٹے! اگر اس قرض میں سے تم کچھ ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مولیٰ سے مدد لینا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں۔ مَیں ''مولیٰ'' سے ان کی مراد نہیں سمجھا۔ مَیں نے پوچھا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے؟ تو حضرت زبیرؓ نے کہا اللہ۔ پھر جب کبھی مَیں ان کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا اے زبیرؓ کے مولیٰ! ان کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا کر دیتا یعنی اللہ تعالیٰ پھر کوئی انتظام کر دیتا تھا۔ اس قرض کی ادائیگی کے سامان پیدا کر دیتا تھا۔ جائیداد تو تھی اس میں سے ہی ادا ہو جاتے تھے۔

حضرت زبیرؓ اس حالت میں شہید ہوئے کہ انہوں نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم سوائے چند زمینوں کے جن میں غابہ بھی تھا۔ مدینے میں گیارہ مکان تھے۔ دو مکان بصرہ میں تھے۔ ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں تھا۔ حضرت زبیرؓ مقروض اس طرح ہوئے کہ لوگ ان کے پاس مال لاتے کہ امانتاً رکھیں مگر حضرت زبیرؓ کہتے کہ نہیں بلکہ یہ قرض ہے کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ پیسے امانتاً نہیں رکھوں گا۔ مَیں تمہارے سے اس طرح وصول کرتا ہوں جس طرح کہ یہ قرض ہوتا ہے۔ خرچ بھی کر لیتے تھے اس میں سے یا اَور کوئی خطرہ ہو تو وہ بھی محفوظ ہو جائے اس لیے آپ ان کو بتاتے تھے کہ یہ قرض کی صورت میں لے رہا ہوں جو مَیں واپس کروں گا۔ بہرحال حضرت زبیرؓ کبھی امیر نہ بنے خواہ مال وصول کرنے کے لیے یا خراج کے لیے یا کسی اَور مالی خدمت کے لیے سوائے اس کے کہ کسی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ جہاد میں شامل ہوئے ہوں۔ جہاد میں ضرور شامل ہوتے تھے لیکن بہت امیر جنہوں نے نقدی کی صورت میں پیسہ جوڑا ہو وہ نہیں ہوا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ مَیں نے ان کے قرض کا حساب کیا تو بائیس لاکھ پایا۔ حضرت حکیم بن حزامؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ملے اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! میرے بھائی پر کتنا قرض ہے؟ حضرت عبداللہ بن زُبیرؓ نے چھپایا اور کہا کہ ایک لاکھ۔ حضرت حکیم بن حِزامؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! مَیں تمہارے مال کو اتنا نہیں دیکھتا کہ وہ اس کے لیے کافی ہو۔ ظاہری مال جو نظر آ رہا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے کہا کہ اگر مَیں کہوں کہ وہ قرض بائیس لاکھ ہے تو آپ کیا کہیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ مَیں تو تمہیں اس کا متحمل نہیں دیکھتا، مشکل ہے ادا کر سکو۔ اگر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو مجھ سے مدد لے لینا۔ اگر نہ ادا کر سکو تو مَیں حاضر ہوں۔ مجھے بتانا مَیں تمہیں قرض ادا کر دوں گا۔ حضرت زبیرؓ نے غابہ ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے سولہ لاکھ میں فروخت کیا۔ پھر کھڑے ہو کر کہا کہ جس کا زبیرؓ کے ذمہ کچھ ہو وہ ہمارے پاس غابہ پہنچ جائے۔ وہ غابہ کی زمین بیچی۔ سولہ لاکھ اس کی قیمت ملی اور پھر اعلان کر دیا کہ جو قرض خواہ ہیں وہ آ جائیں اور اپنا قرض لے لیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ جن کے حضرت زبیرؓ پر چار لاکھ تھے انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو مَیں معاف کر دوں اور اگر چاہو تو اسے ان قرضوں کے ساتھ رکھو جنہیں تم مؤخر کر رہے ہو بشرطیکہ تم کچھ مؤخر کرو۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر مجھے ایک ٹکڑا زمین کا دے دو۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ تمہارے لیے یہاں سے یہاں تک ہے۔ انہوں نے اس میں

سے بقدر ادائے قرض کے فروخت کر دیا اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر کو دے دیا۔ اس قرض میں سے ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓحضرت معاویہؓ کے پاس آئے۔ اس زمانے کی بات ہے۔ وہاں عمرو بن عثمان، مُنْذِر بن زُبیر اور ابنِ زَمْعَہ تھے۔حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ غابہ کی کتنی قیمت لگائی گئی؟ حضرت ابن زبیرؓ نے کہا ہر حصہ ایک لاکھ کا ہے۔حضرت معاویہؓ نے پوچھا کتنے حصے باقی رہے؟ انہوں نے کہا کہ ساڑھے چار حصے۔ مُنْذِر بن زبیر نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں مَیں نے لے لیا۔عمرو بن عثمان نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں مَیں نے لے لیا۔ ابن زَمْعَہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں مَیں نے لے لیا۔حضرت معاویہؓ نے کہا اب کتنے بچے۔حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ۔ انہوں نے کہا کہ وہ ڈیڑھ لاکھ میں مَیں نے لے لیا۔ یعنی کہ غابہ کی وہ زمین جو باقی رہ گئی تھی اس کو بھی بیچنے لگے۔عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ چھ لاکھ میں فروخت کر دیا۔ بہرحال جو انہوں نے کہا تھا ناں کہ قرض اللہ تعالیٰ ادا کرے گا تو اس طرح اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرتا تھا تو وہ کچھ جائیداد بیچ کے قرض ادا کرتے رہے۔

جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓحضرت زبیرؓ کا قرض ادا کر چکے تو حضرت زبیرؓ کی اولاد نے کہا کہ ہم میں ہماری میراث تقسیم کر دو۔ اب قرض تو سارے ادا ہو گئے ہیں اب جو وراثت ہے وہ تقسیم کر دو۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! مَیں تم میں اس وقت تک تقسیم نہ کروں گا جب تک چار سال زمانہ حج میں منادی نہ کرلوں یعنی چار سال تک ہر حج کے دن پہلے اعلان کروں گا کہ جس کا زبیرؓ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے ہم اسے ادا کریں گے اور چار سال تک حج کے موقعے پرمنادی کرتے رہے۔ جب چار سال گزر گئے تو میراث حضرت زبیرؓ کی اولاد میں تقسیم کر دی۔

حضرت زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں۔ انہوں نے بیوی کے آٹھویں حصے کو چار پر تقسیم کر دیا اور ہر بیوی کو گیارہ لاکھ پہنچے۔ پھر بھی جو جو جائیداد باقی رہ گئی تھی اس میں سے ہر کوئی جب تقسیم ہوا تو گیارہ گیارہ لاکھ بیویوں کو بھی مل گیا۔ ان کا پورا مال تین کروڑ باون لاکھ تھا۔

ایک روایت میں یہ ہے اور سفیان بن عُیَیْنَہ سے مروی ہے کہ حضرت زبیرؓ کی میراث میں چار کروڑ تقسیم کیے گئے۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت زبیرؓ کے ترکہ کی قیمت پانچ کروڑ بیس لاکھ یا پانچ کروڑ دس لاکھ تھی۔ اسی طرح عروہ سے مروی ہے کہ حضرت زبیرؓ کی مصر میں کچھ زمینیں تھیں اور اسکندریہ میں کچھ زمینیں تھیں۔ کوفے میں کچھ زمینیں تھیں اور بصرے میں مکانات تھے۔ ان کی مدینے کی کچھ جائیداد کی آمدنی تھی جو اُن کے پاس آتی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۸۰-۸۱ زبیر بن العوام دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

بہرحال یہ سارے قرض اتار کے تو پھر ان جائیدادوں میں سے جو باقی جائیدادیں تھیں وہ ان کے ورثاء میں تقسیم کی گئیں۔

مُطَرِّف کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ! آپ لوگ کس مقصد کی خاطر آئے ہیں۔ آپ لوگوں نے ایک خلیفہ کو ضائع کر دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اب آپ ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتے تھے کہ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً (الانفال:26) کہ اور اس فتنے سے ڈرو جو محض ان لوگوں کو ہی نہیں پہنچے گا جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا (بلکہ عمومی ہوگا) لیکن ہم یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا اطلاق ہم پر ہی ہو گا یہاں تک کہ ہم پر یہ آزمائش آئے گی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۴۵۱ مسند زبیر بن العوام حدیث ۱۴۱۴ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علیؓ کی خلافت کے انتخاب کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ کا واقعہٴ شہادت ہوا اور وہ صحابہؓ جو مدینے میں موجود تھے انہوں نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں میں فتنہ بڑھتا جا رہا ہے حضرت علیؓ پر زور دیا کہ آپؓ لوگوں کی بیعت لیں۔ دوسری طرف کچھ مفسدین بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اس وقت اسلامی حکومت کے ٹوٹ جانے کا سخت اندیشہ ہے آپؓ لوگوں سے بیعت لیں تا کہ ان کا خوف دور ہو اور امن و امان قائم ہو۔غرض جب آپؓ کو بیعت لینے پر مجبور کیا گیا تو کئی دفعہ کے انکار کے بعد آپؓ نے اس ذمہ داری کو اٹھایا اور لوگوں سے بیعت لینی شروع کر دی۔بعض اکابر صحابہ اس وقت مدینے سے باہر تھے۔بعض سے تو جبراً بیعت لی گئی چنانچہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے متعلق آتا ہے کہ ان کی طرف حکیم بن جَبَلَہ اور مالك اَشْتَر کو چند آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا گیا اور انہوں نے تلواروں کا نشانہ کر کے انہیں بیعت پر آمادہ کیا یعنی وہ تلواریں سونت کر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ حضرت علیؓ کی بیعت کرنی ہے تو کرو ورنہ ہم ابھی تم کو مار ڈالیں گے حتی کہ بعض روایات میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ وہ ان کو نہایت سختی کے ساتھ زمین پر گھسیٹتے ہوئے لائے۔ ظاہر ہے کہ ایسی بیعت کوئی بیعت نہیں کہلا سکتی۔ پھر جب انہوں نے بیعت کی تو یہ بھی کہہ دیا کہ ہم اس شرط پر آپؓ کی بیعت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے آپؓ قصاص لیں گے مگر بعد میں جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ قاتلوں سے قصاص لینے میں جلدی نہیں کر رہے تو وہ بیعت سے الگ ہو گئے اور مدینہ سے مکہ چلے گئے۔ انہی لوگوں کی ایک جماعت نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھی حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ آپؓ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہ کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس کے نتیجہ میں حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لشکر میں جنگ ہوئی جسے جنگِ جمل کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کے شروع میں ہی حضرت زبیرؓحضرت علیؓ کی زبان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی سن کر علیحدہ ہو گئے تھے۔حضرت زبیرؓ تو شروع میں ہی علیحدہ ہو گئے تھے اور انہوں نے قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے جنگ نہیں کریں گے اور اس بات کا اقرار کیا کہ اپنے اجتہاد میں انہوں نے غلطی کی تھی، جو سمجھا تھا اس سے غلطی ہو گئی۔ دوسری طرف حضرت طلحہؓ نے بھی اپنی وفات سے پہلے حضرت علیؓ کی بیعت کا اقرار کر لیا تھا کیونکہ روایت میں آتا ہے کہ وہ زخموں کی شدت سے تڑپ رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا تم کس گروہ میں سے ہو؟ اس نے کہا حضرت علیؓ کے گروہ میں سے۔ اس پر انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ تیرا ہاتھ علیؓ کا ہاتھ ہے اور مَیں تیرے ہاتھ پر حضرت علیؓ کی دوبارہ بیعت کرتا ہوں۔

(ماخوذ از خلافت راشدہ ،صفحہ 44-45 انوار العلوم جلد 15)

بہرحال حضرت زبیرؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت زبیرؓ کی شہادت جنگ جمل سے واپسی پر ہوئی تھی۔ وہاں سے تو وہ علیحدہ ہو گئے تھے اور حضرت علیؓ سے جنگ کا انہوں نے جو ارادہ کیا تو انہوں نے کہا مَیں نے غلطی کی ہے اور اس سے بالکل علیحدہ ہو گئے لیکن جنگ جمل سے واپسی پر ان کی شہادت ہوئی۔ جب حضرت علیؓ نے انہیں یاد دلایا کہ مَیں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم علیؓ سے لڑو گے اور زیادتی تمہاری طرف سے ہو گی۔ انہوں نے کہا ہاں اور یہ بات مجھے ابھی یاد آئی ہے پھر وہاں سے چلے گئے۔حضرت علیؓ سے جنگ سے علیحدگی کی یہ وجہ بنی تھی۔ اس کی تفصیل جو ہے وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ذکر میں بیان ہو چکی ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مفسدین اور منافقین کی بھڑکائی ہوئی آگ تھی جس میں اکثر صحابہ غلط فہمی کی وجہ سے شامل ہو گئے تھے۔ بہرحال جو بھی تھا وہ غلط ہوا۔

حَرْب بن ابوالاسود کہتے ہیں کہ مَیں حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ سے ملا ہوں۔ جب حضرت زبیرؓ اپنی سواری پر سوار ہو کر صفوں کو چیرتے ہوئے واپس لوٹے تو ان کے بیٹے عبداللہؓ ان کے سامنے آئے اور کہنے لگے کہ آپ کو کیا ہوا؟ حضرت زبیرؓ نے ان سے کہا حضرت علیؓ نے مجھے ایک حدیث یاد کرا دی جس کو مَیں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا تُو اس یعنی حضرت علیؓ سے جنگ کرے گا اور اس جنگ میں تُو ظلم کرنے والا ہو گا۔ اس لیے مَیں ان سے جنگ نہیں کروں گا۔ ان کے بیٹے نے کہا کہ آپؓ تو اس لیے آئے ہیں کہ لوگوں کے درمیان صلح کرائیں اور اللہ آپؓ کے ہاتھ سے اس معاملے میں صلح کروائے گا۔حضرت زبیرؓ نے کہا مَیں تو قسم کھا چکا ہوں۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا آپؓ اس قسم کا کفارہ دے دیں اور اپنے غلام جِرْجِس کو آزاد کر دیں اور ادھر ہی موجود رہیں یہاں تک کہ اللہ ان لوگوں میں صلح کروا دے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے اپنے غلام جرجس کو آزاد کیا اور وہیں ٹھہرے رہے۔ لیکن لوگوں میں اختلاف مزید بڑھ گئے تو آپؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے گئے۔ جب حضرت زبیرؓ مدینے کی طرف واپسی کا ارادہ کر کے نکلے اور سَفْوَان نامی مقام پر پہنچے جو بصرہ کے قریب ایک مقام ہے تو بکر نامی ایک شخص جو بنو مُجَاشِع سے تھا حضرت زبیرؓ کو ملا۔ اس نے کہا کہ اے حوارئ رسول اللہؐ! آپؓ کہاں جا رہے ہیں؟ آپؓ میری ذمہ داری ہیں۔ آپؓ تک کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔ وہ شخص حضرت زبیرؓ کے ساتھ چل پڑا اور ایک آدمی اَحْنَف بن قیس سے ملا۔ اس نے کہا کہ یہ زبیر ہیں جو مجھے سَفْوَان میں ملے تھے۔ اَحْنَفْ نے کہا کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں گتھم گتھا ہیں اور تلواروں سے ایک دوسرے کی پیشانیاں کاٹ رہے ہیں اور یہ اپنے بیٹے اور گھر والوں سے ملنے جاتے ہیں۔ جب عُمیر بن جُرْمُوْز اور فَضَالَه بن حَابِس اور نُفَيْع نے یہ بات سنی تو انہوں نے سوار ہو کر حضرت زبیرؓ کا پیچھا کیا اور ان کو ایک قافلے کے ساتھ پا لیا۔ عُمیر بن جرموز گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے سے آیا اور حضرت زبیرؓ پر نیزے سے حملہ کیا اور ہلکا سا زخم دیا۔حضرت زبیرؓ نے بھی جو اس وقت ذُوالخِمَار نامی گھوڑے پر سوار تھے اس پر حملہ کیا۔ جب ابنِ جُرمُوز نے دیکھا کہ وہ قتل ہونے والا ہے تو اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو آواز دی اور انہوں نے مل کر حملہ کیا یہاں تک کہ حضرت زبیرؓ کو شہید کر دیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت زبیر اپنے قاتل کے سامنے آئے اور اس پر غالب بھی آ گئے لیکن اس دشمن نے کہا مَیں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ اس شخص نے یہ عمل کئی مرتبہ کیا۔ پھر جب حضرت زبیرؓ کے خلاف اس نے بغاوت کی اور ان کو زخمی کر دیا تو حضرت زبیرؓ نے کہا اللہ تجھے غارت کرے تم مجھے اللہ کا واسطہ دیتے رہے اور خود اس کو بھول گئے۔حضرت زبیرؓ کو شہید کرنے کے بعد ابنِ جُرمُوز حضرت علیؓ کے پاس حضرت زبیرؓ کا سر اور ان کی تلوار لایا۔حضرت علیؓ نے تلوار لے لی اور کہا کہ یہ وہ تلوار ہے کہ اللہ کی قسم! اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے بے چینی دور ہوئی لیکن اب یہ موت اور فساد کی قتل گاہوں میں ہے۔ ابنِ جُرمُوز نے اندر آنے کی اجازت مانگی ۔ دربان نے عرض کی کہ یہ ابنِ جُرمُوز جو حضرت زبیرؓ کا قاتل ہے۔ دروازے پر کھڑا اجازت طلب کرتا ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ابنِ صَفِیَّہ، حضرت زبیرؓ کو شہید کرنے والا دوزخ میں داخل ہو۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر نبی کے حواری ہیں اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔حضرت زبیرؓ وادی سِبَاعْ میں دفن کیے گئے۔حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی بیٹھ کر آپؓ پر رونے لگے۔شہادت کے وقت حضرت زبیرؓ کی عمر چونسٹھ سال تھی۔بعض کے نزدیک آپ کی عمر چھیاسٹھ یا ستاسٹھ سال تھی۔

(مستدرك علی الصحیحین للحاکم جلد ۳ صفحہ ۴۱۳ حدیث ۵۵۷۵ باب معرفة الصحابه دار الکتب العلمیة بیروت) (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب جلد ۲ صفحہ ۵۱۶ زبیر بن العوام دار الجیل بیروت ۱۹۹۶ء) (مستدرك علی الصحیحین للحاکم جلد ۳ صفحہ ۴۱۲ حدیث ۵۵۷۱ باب معرفة الصحابة دار الکتب العربیه بیروت) (الطبقات الکبریٰ جز ۳ صفحہ ۸۷ زبیر بن العوام دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۸۳ دا رالکتب العلمیة بیروت

۱۹۹۰ء) (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۴۶۰ زبیر بن العوام دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

حضرت عاتکہ بنت زید جو حضرت زبیر بن عوامؓ کی بیوی تھیں ان کے متعلق اہلِ مدینہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص شہادت چاہے وہ عاتکہ بنت زید سے نکاح کر لے۔ یہ پہلے عبداللہ بن ابی بکر کے عقد میں آئیں وہ شہید ہو کر ان سے جدا ہو گئے۔ پھر حضرت عمر بن خطابؓ کے عقد میں آئیں۔ وہ بھی شہید ہو کر ان سے جدا ہو گئے۔ پھر حضرت زبیر بن عوامؓ کے عقد میں آئیں۔ وہ بھی شہید ہو کر ان سے جدا ہو گئے۔

حضرت زبیرؓ کی شہادت پر حضرت عاتکہؓ نے یہ اشعار کہے تھے کہ

غَدَرَ ابْنُ جُرْمُوزٍ بِفَارِسِ بُهْمَةٍ
يَوْمَ اللِّقَاءِ وَ كَانَ غَيْرَ مُعَرِّدِ
يَا عَمْرُو لَوْ نَبَّهْتَهُ لَوَجَدْتَهُ
لَا طَائِشًا رَعِشَ الْجَنَانِ وَلَا الْيَدِ
شَلَّتْ يَمِيْنُكَ إِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا
حَلَّتْ عَلَيْكَ عُقُوْبَةُ الْمُتَعَمِّدِ
ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ هَلْ ظَفِرْتَ بِمِثْلِهِ
فِيْمَنْ مَضٰى فِيْمَا تَرُوْحُ وَ تَغْتَدِيْ
كَمْ غَمْرَةٍ قَدْ خَاضَهَا لَمْ يَثْنِهِ
عَنْهَا طِرَادُكَ يَا ابْنَ فَقْعِ الْقَرْدَدِ

یعنی ابنِ جُرمُوز نے جنگ کے دن اس بہادر سوار کے ساتھ دغا کیا حالانکہ وہ بھاگنے والا نہ تھا۔ اے عمرو بن جرموز! اگر تُو انہیں آگاہ کر دیتا تو انہیں اس حالت میں پاتا کہ وہ نامرد نہ ہوتے جس کا دل اور ہاتھ کانپتا ہو۔ تیرا ہاتھ شل ہو جائے کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ تجھ پر قتلِ عمد کے مرتکب کا عذاب واجب ہو گیا۔ تیرا برا ہو! کیا ان لوگوں میں جو اس زمانے میں گزر گئے جس میں تُو شام اور صبح کرتا ہے تُو نے کبھی ان جیسے کسی اَور شخص پر کامیابی پائی ہے۔ اے ادنیٰ سی تکلیف کو برداشت نہ کر سکنے والے۔ زُبیر تو ایسا شخص تھا کہ کتنے ہی سخت حالات ہوں وہ جنگ میں مشغول رہتے تھے اور اے سفید چہرے والے! تمہاری نیزہ زنی اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۸۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

پھر وہاں طبقات الکبریٰ کی یہ روایت ہے کہ جب ابنِ جُرمُوز نے آ کر حضرت علیؓ سے اجازت چاہی تو حضرت علیؓ نے اس سے دوری چاہی۔ اس پر اس نے کہا کیا زبیرؓ مصیبت والوں میں سے نہ تھے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ تیرے منہ میں خاک مَیں تو یہ امید کرتا ہوں کہ طلحہؓ اور زبیرؓ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ (الحجر: 48) اور ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے کہ وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی ہو کر بیٹھیں گے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز ۳ صفحہ ۸۴ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰)

حضرت زبیرؓ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں اور کثرت کے ساتھ اولاد پیدا ہوئی۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ: ان کے بطن سے عبداللہ، عروہ، مُنذِر، عاصم، خدیجۃ الکبریٰ، ام الحسن، عائشہ پیدا ہوئیں۔

حضرت ام خالدؓ: ان کے بطن سے جو بچے پیدا ہوئے وہ خالد، عمرو، حبیبہ، سودہ، ہند ہیں۔

حضرت رُبَاب بنت اُنَیفؓ: ان کے بطن سے یہ بچے پیدا ہوئے۔ مصعب، حمزہ، رَمْلَہ۔

حضرت زینب ام جعفر بنت مَرْثَدؓ: ان کے بطن سے جو بچے پیدا ہوئے وہ عُبَیدہ اور جعفر ہیں۔

حضرت ام کلثوم بنت عُقْبَہؓ: ان کے بطن سے زینب پیدا ہوئیں۔

حضرت حِلال بنت قیسؓ: ان کے بطن سے خدیجۃ الصغریٰ پیدا ہوئیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۴۷ زبیر بن العوام، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

حضرت عاتکہؓ بنت زید۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۸۳ زبیر بن العوام، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

یہ ہیں حضرت زبیرؓ کے سارے واقعات۔ اور یہاں ختم ہوئے۔

اب اس کے بعد مَیں کچھ مرحومین کا ذکر کروں گا جن کا ابھی جمعے کے بعد جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ ان میں سے پہلا ذکر الحاج ابراہیم مبائع صاحب نائب امیر سوم گیمبیا کا ہے جو 10/ اگست کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

آپ 4/ جون 1944ء کو بانجول میں پیدا ہوئے اور سابق امیر جماعت گیمبیا مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم کے دور میں 61، 62ء میں انہوں نے احمدیت قبول کی تھی۔ جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ پنج وقتہ کے نمازی، تہجد کے عادی تھے۔ اللہ کے فضل سے موصی بھی تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ آپ کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے وفات سے قبل بھی تہجد کی نماز ادا کی۔ پینے کے لیے پانی مانگا پھر اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ مرحوم قرآن کریم کے عاشق تھے۔ باقاعدگی سے تلاوت قرآن پاک کیا کرتے تھے۔ موصوف ایک لمبے عرصے تک بطور نائب امیر خدمتِ دین کی توفیق پاتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بطور افسر جلسہ سالانہ، نیشنل سیکرٹری امور خارجہ اور صدر مجلس انصار اللہ گیمبیا بھی خدمت کی توفیق پائی اور مسرور سیکنڈری سکول کے بورڈ ممبر بھی تھے۔

کوالیفائیڈ ٹیچر تھے۔ ملک کے مختلف علاقوں میں بطور ٹیچر خدمات بجالاتے رہے۔ اپنی فیلڈ میں اعلیٰ تعلیم اور ماسٹرز کے لیے امریکہ گئے۔ پھر واپس آ کر ملک و قوم کی خدمت کی۔ گیمبیا کے ایک مشہور ادارے مینجمنٹ ڈویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ کے بانی ممبران میں سے تھے اور یہ ادارہ گیمبیا میں سول سرونٹس (civil servants) اور دیگر افراد کو اعلیٰ تعلیم دیتا ہے۔ گیمبیا کے بہت سے اعلیٰ سرکاری افسران اس ادارے سے تعلیم یافتہ ہیں۔ موصوف طاہر احمدیہ مسلم سینئر سکول کے پرنسپل اور نصرت سینئر سیکنڈری سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ بہت سے ملکی اور غیر ملکی افراد کو تعلیم دی۔ اکثر علمی حلقوں میں آپ کو بڑا جانا جاتا تھا اور لوگ آپ کو 'My Teacher' کہا کرتے تھے۔ ان کے سوگواران میں دو بیگمات اور سات بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان کی ایک بیگم مسز عقیبہ صاحبہ لجنہ اماء اللہ گیمبیا کی صدر ہیں اور ان کے ایک بیٹے واقفِ زندگی ہیں اور جامعۃ المبشرین سے فارغ التحصیل ہیں۔ اسی طرح ایک بیٹا ان کا خدام الاحمدیہ میں بھی صدر خدام الاحمدیہ رہ چکا ہے۔ امریکہ میں دو بیٹے ہیں اور ایک بیٹی یہاں یوکے میں رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ہمیشہ ان کی خواہشات کے مطابق دین سے وابستہ رکھے۔

امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ خاکسار بھی کراب آئی لینڈ مڈل سکول (Crab Island Middle School) میں ان کا شاگرد رہا ہے۔ یہاں تمام احمدی طلباء نے دیگر مسلمان طلباء کے ساتھ مل کر جمعرات کے روز اسلامیات کی ایک کلاس جاری کی تھی اور مرحوم یہ کلاس لیا کرتے تھے۔ موصوف جماعتی عہدیداران اور نظامِ جماعت کا بہت احترام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ میرے استاد تھے لیکن اس کے باوجود بطور امیر ہمیشہ میری اور دیگر عہدیداران کی مکمل اطاعت کی۔ بہت مخلص، محنتی اور کھلے دل کے مالک تھے۔ خلافت کے وفادار اور مطیع تھے۔ خلیفۂ وقت سے عشق اور محبت کا تعلق تھا۔ ہمیشہ جماعت اور خلافت کے دفاع میں پیش پیش رہتے۔ اچھا دینی علم بھی رکھتے تھے۔ دلائل سے بات کیا کرتے تھے، حکمت سے بات کیا کرتے تھے اور جدید ٹیکنالوجی اور مختلف ذرائع سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ تبلیغ میں لگے رہتے تھے۔

دوسرا جنازہ جو ہے وہ مکرم نعیم احمد خان صاحب ابن عبدالجلیل خان صاحب نائب امیر کراچی کا ہے۔ ان کو وفات پائے تو دو تین مہینے ہو گئے۔ اپریل کے آخر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

ان کے خاندان میں سب سے پہلے محترم اختر علی صاحب کے ذریعے سے احمدیت آئی تھی جنہوں نے حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ بھاگل پوری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے ان کے ذریعے سے بیعت کی تھی۔ مولوی اختر علی صاحب ان کی والدہ کے ماموں اور والد کے پھوپھا تھے۔ نعیم خان صاحب نے میٹرک پٹنہ، بہار انڈیا سے کیا اور قیام پاکستان کے بعد 1948ء میں لاہور آ گئے۔ دیال سنگھ کالج سے انٹر کیا اور ٹی آئی کالج لاہور سے ایم ایس سی کیا۔ بعد میں لندن چلے گئے۔ پھر 1959ء میں کراچی واپس آ کر گیس کمپنی (Gas Company) میں ملازمت اختیار کی اور 1993ء میں یہاں سے سینئر جنرل مینیجر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی میں بطور نائب ناظم صنعت وتجارت خدمات کا آغاز کیا۔ اس کے بعد نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کراچی مقرر ہوئے۔ پھر 66ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے قائد منتخب ہوئے۔ چار سال تک یہ خدمت انجام دی۔ پھر انصار اللہ مارٹن روڈ کراچی کے زعیم اعلیٰ رہے۔ پھر ناظم انصار اللہ ضلع کراچی بھی رہے اور 97ء تک اس خدمت پر فائز رہے۔ ناظم انصار اللہ علاقہ کراچی مقرر ہوئے۔ 1997ء میں سیکرٹری وقف جدید جماعت کراچی مقرر ہوئے اور 2019ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ لمبا عرصہ نائب امیر جماعت کراچی خدمت کی توفیق ملی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر بھی رہے۔ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجنیئرز کی پہلی مجلس عاملہ میں بطور آڈیٹر خدمات انجام دیں۔ کئی سال تک اس کے کراچی چیپٹر (chapter) کے صدر بھی رہے۔ 1970ء میں دارالضیافت ربوہ کے لیے بلکہ جلسہ سالانہ کے لیے روٹی پکانے کی مشینیں لگانے کا منصوبہ بنایا گیا اور مشینیں بنانا شروع کی گئیں تو آپ کو بطور انجنیئر اس کام میں حصہ لینے کا اعزاز حاصل ہوا۔

نعیم خان صاحب کی اہلیہ کی وفات کافی عرصہ پہلے ہوگئی تھی۔ آپ کی بیٹی عمارہ صاحبہ کہتی ہیں کہ ہمارے والد نے ہماری اُمی جان کی وفات کے بعد نہ صرف ایک شفیق باپ بلکہ خیال رکھنے والی ماں اور ایک ہمدرد دوست کا بھی رول بہت احسن انداز میں نبھایا۔ ہر وقت دین، خلافت سے وفاداری، نماز کی پابندی اور جماعت سے تعلق کا سبق دیا۔ ان کے داماد ڈاکٹر غفار صاحب کہتے ہیں کہ میری ان سے رشتہ داری تیس سال قبل ہوئی تھی۔ ان تیس سالوں میں مجھے مرحوم کو انتہائی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کی قربت اور صحبت نے میری زندگی میں انتہائی مثبت انداز میں اثر ڈالا۔ مرحوم کا معمول انتہائی پاکیزہ اور سادگی سے معمور تھا۔ عبادت سے شغف قابلِ رشک حد تک تھا۔ تہجد ان کا معمول تھا۔ آخری ایام میں جبکہ فالج کے حملے کی وجہ سے اپنے طور پر چل پھر نہیں سکتے تھے اس وقت بھی اپنے معمولات میں ذرہ برابر فرق نہیں آنے دیا اور اپنے میل نرس کو کہا کہ مجھے فلاں وقت اٹھا کے بٹھا دیا کرو اور پھر کرسی پر بیٹھ کے باقاعدہ تہجد سے آغاز کرتے تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے اور باوجود معذوری کے لیپ ٹاپ پہ دین کے کام بھی کرتے رہتے تھے۔

مربی سلسلہ نسیم تبسم صاحب کہتے ہیں کہ ہر وقت ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رہتی تھی اور باوجود بیمار ہونے کے دفتر ضرور آتے تھے۔ واقفینِ زندگی کے ساتھ بھی بہت پیار کرتے اور بڑے ادب سے پیش آتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے بارے میں یہاں ایک اَور بات بھی ہے۔ زرتشت منیر صاحب ناروے سے لکھتے ہیں کہ آپ خدمتِ دین کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ خلافت سے محبت اخلاص اور وفا کا تعلق ہمیشہ قائم رکھا۔ کہتے ہیں جب میں قائدضلع کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہا تھا تو بڑی اعلیٰ رنگ میں میری رہنمائی فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ ان میں مَیں نے دیکھا کہ ہر امیر کے ساتھ انہوں نے اطاعت اور تعاون کا بہترین معیار رکھا ہے۔

اگلا جنازہ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ ٹھیکیدار ولی محمد صاحب مرحوم جرمنی کا ہے جو 19/ جولائی کو 74سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک کی وجہ سے جرمنی میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

ان کے دادا حضرت میاں نظام الدین صاحب آف نابھہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ تہجد کی ادائیگی میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ نمازوں کی پابند تھیں۔مہمان نواز تھیں۔ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ مالی قربانی میں پیش پیش تھیں۔ نیک، مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے پناہ محبت تھی اور عقیدت کا تعلق تھا۔بچپن سے نظر کی کمزوری کی وجہ سے باقاعدہ قرآن کریم نہیں پڑھ سکتی تھیں لیکن شادی کے بعد اپنے بچوں کی مدد سے چند سپارے حفظ بھی کیے۔ ایم ٹی اے پر قرآن کریم کی تلاوت سننے کے علاوہ وہ میرے خطبات بھی باقاعدہ سنتی تھیں اور باقاعدہ دوسرے پروگرام بھی سنتی تھیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

ان کے پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ایک بیٹے شفیق الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ، نیوزی لینڈ کے مشنری انچارج ہیں اور عتیق الرحمٰن صاحب آج کل یہاں وقف کر کے ہمارے پی ایس دفتر کے شعبہ ریکارڈ میں کام کر رہے ہیں۔شفیق الرحمٰن صاحب جو مشنری انچارج ہیں اپنی والدہ کے جنازے میں شامل بھی نہیں ہو سکے تھے۔ تدفین ان کی یہاں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی سکون اور صبر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

نماز کے بعد ان شاء اللہ ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بھی اصلاح ہے۔ یہ سزا کا دور جو ہے یہ بھی ایک لحاظ سے رحمت ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ جزا سزا کے دن کا مالک بھی ہے۔ اس لئے وہ بظاہر ہمیں گناہگار نظر آنے والے لوگوں کو اپنی رحمت اور بخشش کی چادر میں لپیٹ کر بغیر سزا کے جانے دے سکتا ہے۔لیکن اس نے ہمیں نیکیوں کے راستوں پر چلنے کی ترغیب دلاتے ہوئے یہ ضرور فرما دیا کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور ان پر میں ضرور اپنی رحمت کروں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان لوگوں پر جو میرے نشانوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بطور حق کے ان لوگوں کو جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں، جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ان کا حق ادا کرتے ہوئے اور یقین کے ساتھ عمل کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات پر مکمل ایمان رکھنے والے ہیں، ضرور اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹوں گا۔

پھر ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الاعراف: 57) کہ اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں کے قریب ہے۔ محسن وہ ہیں جو تمام شرائط کے ساتھ اپنے کام کو پورا کرتے ہیں۔ پس جو تقویٰ کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجا لانے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے نشانات پر مکمل ایمان رکھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچے گی۔ پس ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے، تقویٰ پر چلنے اور ایمان میں کامل ہونے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے تبھی وہ مومن کہلا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے فیض پانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے احکامات پر ان کا حق ادا کرتے ہوئے عمل کرنے والوں کے قریب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پر فرض کر لیا ہے، ان کے لئے لکھ دیا ہے کہ اگر تم یہ کرو گے تو میری رحمت کی وسعت تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ کتنا رحیم و کریم ہے ہمارا خدا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ بندہ کس طرح اپنے مالک پر کوئی حق جتا سکتا ہے۔لیکن وہ زمین و آسمان کا مالک کہتا ہے کہ اگر تم تقویٰ پر چلو گے، میرے احکامات پر عمل کرتے ہوئے میرے نشانوں پر ایمان لاؤ گے تو میری رحمت کے یقیناً حقدار بن جاؤ گے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز تقویٰ بیان فرمائی ہے اور اصل میں اگر تقویٰ کا صحیح اِدراک ہو جائے تو باقی نیکیاں اور ایمان میں کامل ہونا اس کے اندر ہی آ جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 8/ جون 2018ء)

آج کی دعا

اللّٰھُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ

(صحیح مسلم حدیث نمبر: 6899 کتاب الذکر)

ترجمہ: ’’اے اللہ! میں تیرے لیے فرمانبرداری کرتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھ پر توکل کرتا ہوں، تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری مدد سے ہی دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔اے اللہ! (تیرے سوا کوئی معبود نہیں) میں تیری عزت و جلال کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تو مجھے سیدھی راہ سے ہٹا دے۔تو ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جس کو موت نہیں آ سکتی جبکہ جن و انس سب کے لئے فنا مقدر ہے۔‘‘

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی محبتِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کی پیاری دعا ہے۔حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بالعموم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

حضرت مسیحِ موعودؑ کو خدا تعالیٰ سے انتہاء کو پہنچی ہوئی محبت تھی۔اس کا اظہار ہمیں آپؑ کے ساری کتب، ملفوظات، اشتہارات اور مکتوبات میں جگہ جگہ نظر آتا ہے۔آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے میرے یارِ یگانہ، اے میری جاں کی پنہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن بکار
اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم وجان ودل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰقؓ یتامیٰ کی پرورش اور خبر گیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔حضرت میر محمد اسحٰقؓ نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقاؐ کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

اطلاعات اعلانات

سانحہ ارتحال

مکرم مبارک احمد بھٹی اسلام آباد سے اطلاع بجھواتے ہیں کہ:

مکرم ظفر اقبال قریشی ابن مکرم قریشی عبدالحق سابق نائب امیر اسلام آباد مختصر سی علالت کے بعد مورخہ 2 اور 3 ستمبر 2020ء کی درمیانی شب ایک بجے الشفاء انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 87 سال تھی۔

آپ 1933ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ پیشہ کے اعتبار سے سول انجینئر تھے۔ سرکاری ملازمت میں ترقی کرتے کرتے چیف انجینئر کے عہدہ تک پہنچے۔ نیک نامی، دیانت اور محنت سے کام کرنے کے ناطے آپ سرکاری دفاتر میں احمدی کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اسلام آباد منتقل ہوگئے۔ آغاز میں حلقہ F/7 کے صدر اور سیکرٹری جائیداد رہے۔ بعد ازاں ضلعی سطح پر سیکرٹری جائیداد اور نائب امیر کے عہدہ پر 22 سال خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ امراءِ ضلع کے بیرون ملک ہونے کی وجہ سے متعدد بار قائمقام امیر ضلع کے عہدہ پر بھی خدمت بجالانے کا موقع ملا۔ جو آپ نے اپنی تمام تر استعدادوں اور دماغی صلاحیتوں سے کامیابی سے گزارا۔

آپ میں کمال کی انتظامی صلاحیت تھی۔ آپ کی ڈرافٹنگ بہت ہی خوب تھی۔ وقت کے بہت ہی پابند تھے سردی ہو یا گرمی ہو یا بارش ہو۔ آپ کے دور میں دفتر سے کبھی آپ کی غیر حاضری کا تصور نہ تھا سوائے کبھی شہر سے باہر گئے ہوں۔ آپ بہت ہی خاموش طبع تھے مگر صائب الرائے تھے اور نپی تلی بات کرتے۔ کارکنان سے محبت کرنے اور عزت کرنے والے وجود تھے۔ سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کبھی خود نمازی کا شائبہ تک نہیں نظر آیا۔ جب بھی کوئی مرکزی کام سپرد ہوتا تو اُس وقت کام چین سے نہ بیٹھے جب تک وہ ڈیوٹی مکمل نہ ہوجائے۔

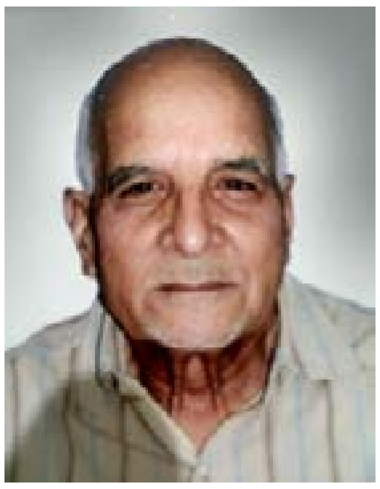

آپ موصی تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ 4 بیٹیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 5 ستمبر کو بیت الذکر اسلام آباد میں مکرم امان اللہ امجد مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ اسی روز میت کو ربوہ لے جایا گیا جہاں دارالضیافت میں مکرم عدیل احمد گوندل مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

نیوزی لینڈ کی ایک احمدی خاتون کے لیے Queens Service Medal کا اعزاز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت نیوزی لینڈ کی ایک سینئر خاتون، محترمہ مہر حسن صاحبہ اہلیہ مکرم حسن سنگھ صاحب، کو Queen's Service Medal ملا ہے۔ یہ اعزاز ہر سال ملکہ کے یوم پیدائش کے موقع پر نیوزی لینڈ کی حکومت کی طرف سے دیگر اہم اعزازات کے ساتھ، خدمتِ خلق اور سوشل ورک کے حوالہ سے نمایاں خدمات بجالانے والے افراد کو دیا جاتا ہے۔ موصوفہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو دہائیوں سے زائد عرصہ سے سوشل ورک اور سینئر شہریوں کی خدمت کے حوالہ سے رضاکارانہ طور پر کام کی توفیق مل رہی ہے، جس کو سراہتے ہوئے اس سال انہیں یہ اعزاز دیا گیا ہے۔

موصوفہ کو سماجی خدمت کی مختلف تنظیموں کی انتظامیہ میں شامل ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ مختلف فلاحی تنظیموں کے لئے عطیات اکٹھے کرنے کے علاوہ اپنے خاوند کے ہمراہ اپنے ذاتی خرچ پر خدمت خلق کے بعض کام سرانجام دینے کی توفیق پا رہی ہیں۔ موصوفہ کی والدہ، مرحومہ تاجن خان صاحبہ کو فجی میں پہلی صدر لجنہ اماء اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی تھی۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اور جماعت کے لئے یہ اعزاز بہت مبارک فرمائے اور انہیں مزید خدمت خلق کی توفیق عطا ہو۔

(مرسلہ: اے مقیت)

شادی خانہ آبادی

مکرم محمد منور ملک اسلام آباد پاکستان سے اطلاع دیتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ سمیرا ملک کا نکاح عزیزم راجہ عثمان احمد ابن مکرم راجہ حنیف احمد کے ساتھ ہوا۔ نکاح کا اعلان مکرم ہادی علی چوہدری قائم مقام مشنری انچارج کینیڈا نے 7۔ اگست 2020ء کو بیت الاسلام ٹورانٹو میں کیا۔ تقریب رخصتانہ مورخہ 18 اگست کو عمل میں آئی۔

مورخہ 20 اگست کو مکرم راجہ حنیف احمد نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ عزیزہ سمیرا ملک خاکسار محمد منور ملک سابق صدر خدام الاحمدیہ کینیڈا کی بیٹی اور مکرم ملک رحمت علی مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ چھانگا ضلع سیالکوٹ کی پوتی اور مکرم ملک حمید اللہ خان سابق امیر ضلع سیالکوٹ کی نواسی ہے جو کہ حضرت ملک مہر دین (نمبر 204) کے نواسے اور حضرت ملک حسن محمد کے پوتے ہیں اسی طرح حضرت شیخ نور احمد مختار عام بھی بزرگوں میں شامل ہیں۔ جبکہ عزیزم راجہ عثمان احمد کے دادا مکرم راجہ بشیر احمد، مکرم راجہ نذیر احمد ظفر (ہومیو ڈاکٹر) اور مکرم راجہ نصیر احمد مرحوم سابق ناظر اصلاح وارشاد کے بڑے بھائی تھے۔ اسی طرح عزیزم راجہ عثمان احمد، مکرم مرزا ارشاد احمد UK کے نواسے اور مکرم حافظ عبدالسلام مرحوم سابق امیر کراچی، سابق امیر دہلی اور وکیل المال کے پڑنواسے ہیں۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب کرے اور انہیں اپنے بزرگوں کی نیکیوں اور دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

اعلاناتِ ولادت

☆... مکرم طاہر عباس کاہلوں مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 16 اگست 2020 بروز اتوار کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بیٹے کا نام عاشر احمد کاہلوں تجویز فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ عاشر احمد ماسٹر محمد عباس صاحب کا ساکن 192 مراد بہاولپور کا پوتا ہے۔ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ دونوں بچوں عزیزم شائل احمد کاہلوں اور عاشر احمد کاہلوں کو خادم دین بنائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ (آمین)

☆... مکرم عطاء الٰہی قمر (ابوظہبی) سے اطلاع بجھواتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 3 اگست 2020ء کو پہلے بیٹے عزیزم دانیال احمد قمر سے نوازا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نومولود واقف نو کی اسکیم میں شامل ہے۔ بچے کے دادا مکرم نذیر احمد سندھی ہیں۔ نومولود کے نانا مکرم مقصود احمد ہیں۔ اسی طرح نومولود کے تایا مکرم حفیظ احمد شہزاد اور چچا مکرم اعزاز احمد ظفر بطور مربیان خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ قارئین روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) سے بچے کے نیک اور دیندار ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆... مکرم طاہر عباس کاہلوں مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 16 اگست 2020 بروز اتوار کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بیٹے کا نام عاشر احمد کاہلوں تجویز فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ عاشر احمد ماسٹر محمد عباس صاحب کا ساکن 192 مراد بہاولپور کا پوتا ہے۔ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ دونوں بچوں عزیزم شائل احمد کاہلوں اور عاشر احمد کاہلوں کو خادم دین بنائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ (آمین)

☆... مکرم محمد کولمبس خاں۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) جرمنی سے اطلاع بجھواتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی واقفہ نو بیٹی عزیزہ بشریٰ خاں اور عزیزم شہزاد وسیم ابن مکرم شیخ وسیم الدین صاحب ایڈووکیٹ بہاولنگر کو مورخہ 30 اگست 2020 کو ایک بیٹے عزیزم شاہ زین وسیم سے نوازا ہے۔ نومولود بھی وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ عزیز کو خادمِ دین بنائے اور صحت و سلامتی والی عمرِ دراز عطا فرمائے۔ آمین۔

درخواستِ دعا

مکرمہ عابدہ رؤف بھٹی سندھ سے درخواست دُعا کرتی ہیں کہ:

خاکسار کے بیٹے عزیزم سید عبدالمنان شاہ ابن مکرم سید عبدالرؤف شاہ آف میرپور خاص سندھ پاکستان کا داخلہ مدرسہ حفظ ربوہ پاکستان میں امسال اللہ کے فضل سے ہوگیا ہے اور میرا یہ بیٹا واقف نو کی بابرکت تحریک میں بھی شامل ہے اس کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خاص فضل فرمائے اور ایسے نیک حافظ بنائے اور جو قرآن کریم کو حفظ کرنے کا اصل مقصد ہے اسے پورا کرنے والا ہو اور جہاں اس کو یاد کرنے والا ہو وہی اس کی تعلیمات پر خود اور دوسروں کو بھی عمل کروانے والا ہو۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

درخواستِ دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہت سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیوں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دونی رات چونی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

(ادارہ)

تقریب آمین

مکرم لقمان احمد صاحب کرائیڈن لندن سے تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی بیٹی عزیزہ سلمانہ احمد نے 6 سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کیا ہے۔ مورخہ 21/دسمبر 2019ء بروز ہفتہ مسجد مبارک اسلام آباد میں تقریب آمین میں باقی بچوں کے ساتھ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیزہ سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ عزیزہ سلمانہ احمد کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ مکرمہ عافیہ رؤوف صاحبہ کے حصہ میں آئی۔ عزیزہ مکرم مبشر احمد طاہر صاحب جرمنی کی پوتی اور مکرم عبد الرؤوف صاحب بریڈفورڈ یوکے کی نواسی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ سلمانہ احمد اور اس کے والدین کو قرآن کریم کی تعلیم پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعتی خبروں کے ریکارڈ محفوظ رکھنے والا اخبار

قارئین جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعتی خبروں اور تقاریب کی رپورٹس شائع کرتا رہا ہے۔ جن کو بعد میں مورّخِ احمدیت تاریخ کا حصہ بناتے رہے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر کے تمام جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے معزز عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں ہونے والے جماعتی فنکشنز، تقریبات، جلسوں وغیرہ کی خبریں اور رپورٹس جماعتی تاریخ کا ریکارڈ بنانے کے لیے درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ تا آئندہ نسلیں آپ اور آپ کی جماعت کی کارگزاری کو دیکھ اور پڑھ کر دعا کرسکیں۔ اس سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ کر خالق حقیقی کا شکر بھی ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور آپ تمام کے لئے دعا کا موجب بھی۔ (رپورٹس ٹائپ شدہ ہوں اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔ info@alfazlonline.org

(ادارہ)

اہل قلم حضرات و خواتین مضامین لکھیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا ہے۔ اس میں یہی سِرّ ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 151 زیر عنوان اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے)

اس ارشاد کی تقلید میں قارئین الفضل سے مضامین، آرٹیکلز لکھنے نیز شعراء سے منظوم کلام بھیجنے کی درخواست ہے۔ یہ موقر اخبار آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اس میں تربیتی، تعلیمی، اخلاقی، سائنسی، تاریخی، ادبی اور مختلف علوم و فنون پر مضامین لکھ کر درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ خواتین کھانا پکانے کی تراکیب اور آرٹ پر مضامین بھجوا سکتی ہیں۔ ہومیو پیتھی، یونانی طب کے حوالہ سے بھی مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ دنیا بھر کے خوبصورت مقامات کی سیر بھی کراوئی جاسکتی ہے۔ ادارہ آپ کا بے حد ممنون ہوگا۔ (تمام مضامین ٹائپ شدہ اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔

info@alfazlonline.org

(ادارہ)

قارئین کرام سے ضروری درخواست برائے اطلاعات و اعلانات

قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی یہ حسن اور خوبی رہی ہے کہ شادی، نکاح، پیدائش، کامیابی، صحت یابی یا وفات کی اطلاعات و اعلانات بغرض دعا شائع کر کے دنیا بھر کے احمدی حضرات کو ایک دوسرے سے باخبر رکھتا ہے۔

اب جبکہ آن لائن ہونے سے اس کے استفادہ کا دائرہ کار وسعت اختیار کر کے دنیا بھر میں پھیل چکا ہے اور یوں دعا کا فیض بھی تمام دنیا میں بسنے والے احمدی حضرات سے ملنا شروع ہوگیا ہے۔ اس لئے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ شادی بیاہ، نکاح، پیدائش، کامیابی کے علاوہ بیمار عزیزوں کی صحت یابی یا وفات کے اعلانات بھجوائیں۔ اگر نکاح، نمایاں کامیابی یا وفات کی اطلاع کے ساتھ میل حضرات کی تصویر بھی بھجوائیں تو ادارہ ممنون احسان ہوگا نیز پیدائش پر New born baby اور تکمیل قرآن پر بچوں کی فوٹوز بھی اعلانات کے ساتھ درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ اپنی آراء سے بھی ادارہ کو آگاہ کریں تا ان کی روشنی میں اخبار کو آپ کے لئے بہتر بنایا جاسکے۔ (تمام اعلانات ورڈ فارمیٹ اور ٹائپ شدہ ہوں)۔

info@alfazlonline.org

روزنامہ الفضل اور تمام اراکین عملہ کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

28 ستمبر 2020ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	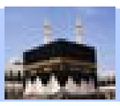	04:55	18:11
مدینہ منورہ	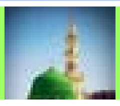	04:55	18:12
قادیان	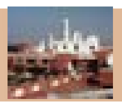	04:59	18:17
ربوہ	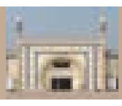	04:39	17:57
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:30	18:47